تمام دنیا کے مہا پرش امام حسینؑ ہیں

آنجہانی کلجگانند سوامی، سیوک حسینی پنتھ، لکھنؤ

کسی بچے سے بھی پوچھو کہ امام حسینؑ کون تھے؟ وہ جواب دیگا جس کا محرم ہوتا ہے۔ محرم کا چاند دکھائی دیا کہ ہر طرف حسینؑ حسینؑ کی آواز ہونے لگی۔ ماتم، سبیل، لنگر، نوحہ، علم، تخت، تعزیے، جلوس، ذوالجناح دلدل گھوڑا، ماتمی باجے وروشنی وغیرہ وغیرہ سے لوگ امام حسینؑ کی یاد کو تازہ کرتے ہیں کم سمجھ بچے اور دیہاتی لوگ یہی جانتے ہیں کہ امام حسینؑ مظلوم تھے اور تین دن کی بھوک وپیاس میں تپتے ہوئے ریگستان میں اپنے ساتھی، عزیز، اور بچے جن میں سو برس کے بڈھے اور چھ مہینے کے بچے بھی ہیں ان کو پانی نہیں ملا یہ سب پیاسے شہید کئے گئے۔ فطرت انسانی ظلم کو پسند نہیں کرتی ہے اور ظالم سے بے زاری اور مظلوم کے ساتھ ہمدردی عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہا پرش حضرت امام حسینؑ سے ہمدردی رکھنے والے صرف مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا کی قومیں امام حسینؑ کی نہ صرف ہمدرد ہیں بلکہ ایسی طرفدار ہیں جو لاکھوں روپے خرچ کر کے ہر سال آپ کی یادگار کرتے ہیں۔

مہا پرش حضرت امام حسینؑ ڈفینس (مدافعت) اپنے بچاؤ کے وقت میں تلوار اٹھائی ہے۔ دریائے فرات پر امام عالی مقام تن وتنہا اپنے لئے اس وقت پانی پینے گئے ہیں، جبکہ تین روز سے بھوکے وپیاسے تھے۔ جیسے ہی آپ نے چلو میں پانی لیا ہے۔ ابان ابن رام نے یزیدی فوج کے آفیسر عمر سعد کے حکم سے تیر چلا دیے۔ جس سے ''امام عالی مقام'' کے چہرۂ مبارک پر ایک تیر چبھ گیا، بڑی تکلیف کے ساتھ مشکل سے یہ تیر آپ نے گھسیٹا ہے۔ اب خون کی کلّیاں تھوکتے ہوئے۔ آپ نے تلوار میان سے نکالی ہے اور بہت سے دشمنوں کے ڈھیر لاشوں کے لگا دیئے۔

یہ حالت دیکھتے ہوئے چھ سو یزیدی فوج نے اک دم چاروں طرف سے گھیر کر آپ پر حملہ کر دیا۔ اس حالت میں ہو کر آپ کا بایاں ہاتھ کٹ گیا۔ تین دن کی بھوک پیاس کی شدت سے اور گھری فوج حملوں سے آپ کے ۴۵ ؍زخم تلوار اور نیزوں کے لگے اور ۳۵ ؍زخم تیر سے لگے جس کی وجہ سے آپ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ اب اس گرتے ہوئے سید، زخموں سے چور سید، بے دست سید اور اکیلے بے یارومددگار سید کے سینے پر ایک نیزہ دشمنوں نے ایسا مارا جو آر پار ہو گیا۔ اس حالت میں ہوتے ہوئے آپ مسکرا رہے تھے اور دعا کرتے تھے دشمنِ انسانیت قوم کو انسان بننے کی۔ اس وقت اس حالت میں آپ کے سر مبارک کو ''خولی'' نامی نے کاٹا ہے۔ اب اس ابن رسولؐ اللہ کے سر کو نیزے میں لگا کر ان کی بہن زینبؑ، اور ان کی بیٹی سکینہؑ کو رسیوں میں باندھ کر ننگی پیٹھ اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ آپ کی بیوی شہر بانو، جو کہ ایران کے بادشاہ کی لڑکی تھیں۔ یہ سب اونٹوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے۔ یزید کے دربار میں کئی دن کا سفر طے کر کے لائے گئے ہیں۔ جس شخص نے مہا پرش حضرت امام حسینؑ کو شہید (قتل) کیا تھا اس نے بادشاہ یزید کے گورنر ابن زیاد سے یہ کہا کہ لایئے ہم کو انعام دیجئے کیونکہ ہم نے اتنے بڑے آدمی کا سر کاٹا ہے۔

اس گورنر نے جواب میں یہ کہا کہ ہاں تو یہ کہہ کر انعام مانگتا ہے کہ حسینؑ بڑے آدمی تھے۔ اس کا انعام یہ ہے کہ تجھ کو بھی قتل کر دوں تاکہ حسینؑ کو، کوئی بڑا آدمی نہ کہے۔ یہ کہہ کر فوراً ہی اس کو بھی اپنے سامنے قتل کرا دیا۔ قاتل حسینؑ کو بہت ہی جلد دنیا کے عیش اور لالچ کی سزا مل گئی۔ ماخوذ از ماہنامہ الواعظ، لکھنؤ بابت دسمبر ۱۹۴۵ء ص/ ۱۳۵ و ۱۳۶/